Al-Mīthāq ***(Research Journal of Islamic Theology)***
ISSN: 2791-0989 (P), 2791-0997 (E)
Volume 03, **Issue** 02, July-September 2024, **PP**: 306-321
Open Access at: https://almithaqjournal.org/

Article QR

عصر حاضر میں رؤیت ہلال کے شرعی ضوابط اور مختلف ممالک میں طریقہ کار کا جائزہ

Moon Sighting in the Modern Era: A Discourse of Islamic Legislation and International Practices

1. Khadija Noor khadija.res.szic@pu.edu.pk	*Ph.D. Scholar, SZIC, University of the Punjab, Lahore.*
2. Hafiz Ateeq Ur Rehman hafizateeq0@gmail.com	*Visiting Lecturer, SZIC, University of the Punjab, Lahore.*

How to Cite: Khadija Noor and Hafiz Ateeq ur Rehman. 2024: "Moon Sighting in the Modern Era: A Discourse of Islamic Legislation and International Practices". Al-*Mīthāq (Research Journal of Islamic Theology)* 3 (02): 306-321.

Article History:

Received:	**Accepted**:	**Published**:
03-09-2024	20-09-2024	30-09-2024

Copyright: **©The Authors**

Licensing: This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License

Conflict of Interest: Author(s) declared no conflict of interest

Abstract & Indexing

Publisher

HIRA INSTITUTE
of Social Sciences Research & Development

عصر حاضر میں رؤیت ہلال کے شرعی ضوابط اور مختلف ممالک میں طریقہ کار کا جائزہ

Moon Sighting in the Modern Era: A Discourse of Islamic Legislation and International Practices

1. **Khadija Noor**
Ph.D. Scholar, SZIC, University of the Punjab, Lahore.
khadija.res.szic@pu.edu.pk

2. **Hafiz Ateeq Ur Rehman**
Visiting Lecturer, SZIC, University of the Punjab, Lahore.
hafizateeq0@gmailcom

Abstract

In the Muslim lifestyle, certain things have advanced over time but there have been many constant practicalities. One of them is the moonsighting tradition that begins a month. Many religious events commenced based on this tradition and the timings are set to perform activities i.e. fasting, pilgrimage, Eid, etc. according to the crescent moon. This study presents an overview of this unchanged doing of Muslim societies which has been upheld for generations. Every Muslim society awaits the crescent to embark on their month's journey and they have adopted specific ways for this observance. Moonsighting committees are made to perform this task with keen observation. No doubt, due to standardization and management issues there exist ambiguities all over the Muslim World but, this tradition has glued Muslim countries together. This has radiated a true sense of unity and spirituality in Muslims no matter which area of the World they belong to. The researchers have tried to gather all the information related to the moonsighting tradition to get an insight into it. All the conditions and rules of Islamic legislation regarding the topic have been included in the paper. Also, this briefly discusses selected countries and their strategies to commence this activity. There is room for betterment in this Muslim custom which has been under discussion for years. Many advancements associated with this astronomical field have gained attention too. Muslim moonsighting committees are using technological tools as an aid for this cause. All this research is part of this paper.

Keywords: *Religious, Moonsighting, Modern, Legislation.*

ہلال کے لغوی مباحث

لفظ "ہلال" کا مادہ ہے: ھ۔ل۔ل۔ قمری مہینے کی ابتدائی چند راتوں کے چاند کو "ہلال" کہتے ہیں۔ لغوی تحقیق کے حوالے سے درج ذیل معانی قابلِ غور ہیں:

- المفردات في غريب القرآن میں یوں بیان ہوا: الهلال: القمر في أول ليلة والثانية، ثم يقال له القمر - وجمعه أَهِلَّةٌ، وشبّه به في الهيئة السنان الذي يصاد به وله شعبتان كرمي الهلال، وضرب من الحيات، والماء المستدير القليل في أسفل الركي، وطرف الرّحا، فيقال لكل واحد منهما: هلال،[1] (مہینے کی پہلی اور دوسری تاریخ کے چاند کو ہلال کہتے ہیں، پھر اس کے بعد اسے قمر کہا جاتا ہے۔ اس کی جمع "أَهِلَّةٌ " ہے۔ تشبیہ کے طور پر ہلال کا لفظ مختلف معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔(1) شکار کرنے کا

نیزہ جو ہلال کی طرح دو شاخ کا ہوتا ہے(2) ایک قسم کا سانپ(3) کنویں کے تلے میں تھوڑا سا پانی جو گول دائرے کی شکل پر ہوتا ہے(4) چکی کا کنارا۔ ان میں سے ہر ایک کو ہلال کہتے ہیں۔

- علامہ غلام رسول سعیدی لفظ "ہلال" کی اس طرح وضاحت کرتے ہیں: پہلی رات کے چاند کو ہلال کہتے ہیں، یہ لفظ "اہلال" سے ماخوذ ہے، اہلال کا معنی ہے: آواز بلند کرنا، جب بچہ ہونے کے بعد بلند آواز سے روتا ہے تو کہتے ہیں "اَهَلَّ الصَّبِيُّ"، اسی طرح حج کا احرام باندھنے کے بعد بلند آواز سے "اللهم لبيك اللهم لبيك" کہنے کو بھی "اھل" کہا جاتا ہے اور جب لوگ پہلی کا چاند دیکھتے ہیں تو بہ آوازِ بلند کہتے ہیں "هذا الهلال والله" اسی طرح جانور کو ذبح کرتے وقت جب بلند آواز سے اللہ اکبر کہتے ہیں تو اس کو بھی "اھل" کہتے ہیں۔[2]
- مولانا عبد الماجد دریابادیؒ اپنی تفسیر "تفسیر ماجدی" میں لکھتے ہیں: ہلال، اردو محاورہ میں تو صرف پہلی تاریخ کے چاند کو کہتے ہیں لیکن عربی میں اس کے مفہوم میں پہلی سے تیسری تاریخ تک کے چاند شامل ہیں۔[3]

رویت کے لغوی مباحث

لفظ "رویت" کے معنی ہیں آنکھ یا دل سے دیکھنا۔ یہ فعل رأی کا مصدر ہے۔ معجم مقاییس اللغۃ میں درج ہے: الرؤية: اصل يدل على نظر وإبصار بعين أو بصيرة[4] یعنی رویت دلالت کرتی ہے دیکھنے پر، آنکھ کے ساتھ یا بصیرت سے۔ محیط المحیط میں مذکور ہے: رأى يرى رؤية وراءة ورأياً ورأيةً ورئياناً نظر بالعين وبالقلب[5] کہ آنکھ سے یا دل سے دیکھنا۔ الصحاح تاج اللغۃ وصحاح العربیۃ کے مطابق رویت کے معنی ہیں آنکھ سے دیکھنا، اگر یہ مفعول واحد کی طرف متعدی ہو اور اگر دو مفعولوں کی طرف متعدی ہو تو اس کے معنی جاننا، معلوم کرنا ہے۔[6]

رویت کی حقیقت

ابو البقاء ایوب بن موسیٰ اپنی کتاب "الکلیات" میں "رویت" کی حقیقت اس طرح بیان کرتے ہیں:

حقيقة الرؤية: إذا أضيفت إِلَى الْأَعْيَان كَانَت بالبصر، وقد يُراد بها العلم مجَازًا بِالْقَرِينَةِ كَقَوْله عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَام: صوموا لرؤيته وأفطروا لرؤيته۔[7]

جب رویت کی نسبت کسی شے کی طرف ہو تو اس کا معنی نگاہ سے دیکھنا ہوتا ہے، جیسا کہ نبی کریم ﷺ کا قول صوموا الرؤيته وأفطروا الرؤيته میں رویت ہلال: یعنی چاند دیکھنا اور کبھی یہ مجازاً جاننے کے معنی میں آتا ہے۔

رویتِ ہلال

- Appearance of the new moon.[8]
- اردو لغت کے مطابق: رویت ہلال: پہلی تاریخ کا چاند دیکھنا، نیا چاند نظر آنا۔[9]

رویتِ ہلال کا شرعی مفہوم

مُشَاهَدَتُهُ بِالْعَيْنِ بَعْدَ غُرُوبِ شَمْسِ الْيَوْمِ التَّاسِعِ وَالْعِشْرِينَ مِنَ الشَّهْرِ السَّابِقِ لِمَنْ يُعْتَمَدُ خَبَرُهُ وَتُقْبَل شَهَادَتُهُ فَيَثْبُتُ دُخُولُ الشَّهْرِ بِرُؤْيَتِهِ[10]

سابقہ مہینے کی انتیسویں رات کو سورج غروب ہونے کے بعد (ہلال کا) آنکھ کے ساتھ مشاہدہ کرنا۔ جو بھی اس خبر کی تصدیق کرے گا اس کی گواہی قبول کی جائے گی پس اگلے مہینے کا آغاز اس کی رویت سے ثابت ہوگا۔

مندرجہ بالا لغوی تحقیق سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ ہلال کے معنی "پہلی رات کے چاند" اور رویت کے معنی "دیکھنے" کے ہیں۔ رویت کا لفظ اسلامی عبادات سے تعلق رکھتا ہے، اس لیے لغوی لحاظ سے اس کی بنیادوں کا بغور جائزہ لیا گیا ہے، جس سے یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ جہاں کہیں رویت کا لفظ آیا ہے وہاں اہل لغت کے نزدیک "دیکھنے" کا مفہوم مسلّم ہے۔ یہی وجہ ہے کہ رویت اور ہلال کے معنی میں کسی شک وشبہ کی گنجائش نہیں نکلتی۔ مزید وضاحت رویت ہلال کے شرعی مفہوم سے بھی ہو جاتی ہے یعنی "آنکھ کے ساتھ ہلال کا مشاہدہ کرنا"۔

رویتِ ہلال سے متعلق شرعی ضابطہ شہادت

اسلام میں رمضان، شوال اور دیگر مہینوں کی ابتداء وانتہا رویت ہلال یا شہادت پر مبنی ہوتی ہے۔ یعنی قمری مہینے کی انتیس کو رویت ہلال کی شہادت مل جائے تو نئے قمری مہینے کا ثبوت مل جاتا ہے جبکہ عدم رویت کی صورت میں تیس دن پورے کیے جاتے ہیں۔ رویت کی صورت میں سب سے اہم معاملہ شہادت کا ہوتا ہے اور اسلام میں رویت اور شہادت کے کچھ شرعی تقاضے ہیں، جن کا خیال رکھنا حکومت وقت یا رویت ہلال کمیٹی کے لیے ضروری ہوتا ہے۔

قمری مہینوں کے اثبات کے طریقے

شریعت اسلامیہ میں اسلامی مہینوں کے اثبات کے لیے دو طریقے مقرر کیے گئے ہیں:

1. انتیس تاریخ کو چاند کی رویت ہو جائے۔
2. عدم رویت کی صورت میں مہینے کے تیس دن پورے کیے جائیں۔

جیسا کہ صوم رمضان کے ثبوت کے لیے حکم ہے کہ جو یہ مہینہ پائے یعنی چاند دیکھے وہ اس میں روزے رکھے اور آسمان پر بادل ہوں تو تیس دن پورے کرلے۔ اللہ تعالیٰ قرآن حکیم میں ارشاد فرماتے ہیں:

فَمَنْ شَهِدَ مِنكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ [11]

لہٰذا تم میں سے جو شخص بھی یہ مہینہ پائے، وہ اس میں ضرور روزے رکھے۔

اسی طرح سنن ابو داؤد میں حدیث بیان کی گئی ہے کہ:

الشَّهْرُ تِسْعٌ وَعِشْرُونَ، فَلَا تَصُومُوا حَتَّى تَرَوْهُ ، وَلَا تُفْطِرُوا حَتَّى تَرَوْهُ، فَإِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَاقْدُرُوا لَهُ ثَلَاثِينَ۔[12]

مہینہ انتیس دن کا (بھی) ہوتا ہے لہٰذا چاند دیکھے بغیر نہ روزہ رکھو اور نہ ہی دیکھے بغیر روزے چھوڑو، اگر آسمان پر بادل ہوں تو تیس دن پورے کرو۔

طریق موجب کا مفہوم

شرعاً ثبوتِ رویت ہلال کی عام طور پر جو صورتیں بیان کی جاتی ہیں، ان صورتوں کو طریق موجب کہا جاتا ہے۔ چاند کے ثبوت کے لیے "طریق موجب" سے مراد از روئے شریعت رویت ہلال کا ایسا ثبوت ہے جس کے موجود ہونے کے بعد قاضی پر چاند نظر آنے کا حکم کرنا لازم ہوتا ہے۔ جب آسمان پر علت ہو یعنی صاف نہ ہو، افق پر بادل، گرد وغبار اور دھواں موجود ہو، جو چاند نظر آنے میں مانع بن سکتا ہو تو ایسی صورت میں رمضان کے لیے ایک عادل، ثقہ اور عیدین کے لیے دو عادل، ثقہ مسلمانوں کی شہادت ضروری ہے، اس لیے آسمان پر علت موجود ہونے کی صورت میں ثبوت کے چار طریقے موجب کہلاتے ہیں جن میں سے کسی ایک کا

ثبوت جب قاضی کے حضور پیش ہو جائے اور اس سے قاضی کو اطمینان بھی ہو جائے اسے طریق موجب کہتے ہیں۔[13] ابن عابدین طریق موجب کا مفہوم اس طرح واضح کرتے ہیں:

بِطَرِيقٍ مُوجِبٍ: كَأَنْ يَتَحَمَّلَ اثْنَانِ الشَّهَادَةَ أَوْ يَشْهَدَا عَلَى حُكْمِ الْقَاضِي أَوْ يَسْتَفِيضَ الْخَبَرُ بِخِلَافِ مَا إذَا أَخْبَرَا أَنَّ أَهْلَ بَلْدَةِ كَذَا رَأَوْهُ:لِأَنَّهُ حِكَايَةٌ۔[14]

طریق موجب یہ ہے کہ دو آدمی گواہی دیں یا قاضی کے فیصلے پر گواہ ہوں یا خبر خوب مشہور ہو (خبر مستفیض) بخلاف اس صورت کے کہ جب وہ یہ خبر دیں کہ فلاں شہر کے لوگوں نے چاند دیکھا، کیونکہ یہ حکایت ہے۔

طرقِ موجبہ کی اقسام

بنیادی طور پر دیکھا جائے تو طرق موجبہ کی اقسام مندرجہ ذیل ہیں، جن کو رؤیت ہلال کے ثبوت کے لیے حجت مانا گیا ہے:

- شهادة على الرؤية۔
- شهادة على الشهادة۔
- شهادة على القضاء القاضى۔
- خبر مستفيض۔
- كتاب القاضى الى القاضى۔

شهادة على الرؤية

جن لوگوں نے خود چاند دیکھا ہو وہ جاکر قاضی کے سامنے رؤیت ہلال کی گواہی دیں تو اس سے چاند کا اثبات ہو جاتا ہے، اسے شہادۃ علی الرؤیہ کہتے ہیں۔ اس سے مراد یہ ہے کہ شرعی قاضی، مجاز علماء کی کمیٹی یا قائم مقام قاضی کے سامنے چاند دیکھنے والے گواہ بذاتِ خود پیش ہوں اور شرعی ضابطہ شہادت کے مطابق قاضی یا قائم مقام قاضی چھان بین کر کے اطمینان حاصل کرے، بعض ازاں اس شہادت کو قبول کر کے اپنا فیصلہ صادر فرمائیں۔[15]

شهادة على الشهادة

اس سے مراد یہ ہے کہ چاند دیکھنے والے گواہ کا قاضی یا کمیٹی کے سامنے حاضر ہو کر گواہی دینا ممکن نہ ہو تو وہ دو آدمیوں کو اپنی طرف سے گواہ بنا کر قاضی یا کمیٹی کے سامنے گواہی دینے کے لیے بھیج دے۔ یعنی چاند دیکھنے والے گواہ سفر یا بیماری جیسے شرعی عذر کی بنا پر بذاتِ خود تو قاضی کے سامنے حاضر نہ ہو سکیں لیکن ہر ایک گواہ اپنی گواہی پر دو عادل گواہوں کو شاہد بنا کر قاضی کے سامنے گواہی دینے کے لیے بھیج دے اور وہ گواہ قاضی یا علماء کی کمیٹی کے سامنے یہ شہادت دیں کہ میں شہادت دیتا ہوں کہ فلاں بن فلاں نے مجھے اپنی شہادت پر شاہد بنایا ہے، میں اس کی شہادت پر یہ شہادت دیتا ہوں کہ اس نے میرے سامنے فلاں رات، فلاں جگہ، فلاں وقت پر چاند اپنی آنکھوں سے دیکھنے کی شہادت دی ہے۔[16]

شهادة على قضاء القاضى

اصطلاحِ فقہ میں اس کو "شہادۃ علی القضاء اور شہادۃ علی حکم الحاکم" بھی کہا جاتا ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ قاضی کے سامنے شرعی شہادت پیش ہو اور شروع سے آخر تک دو عادل اشخاص وہاں موجود ہوں۔ پھر وہ عادل اشخاص کسی دوسری جگہ کے قاضی کے سامنے حاضر ہو کر شہادت دیں کہ فلاں مقام کے فلاں قاضی کے سامنے رؤیت ہلال کی شہادتیں پیش ہوئیں اور اس فلاں قاضی نے اس پر حکم لگا دیا ہے، تو اس سے بھی ہلال رمضان و عید کا ثبوت حاصل ہو جائے گا۔ "رد المختار" میں بیان کیا گیا ہے:

شَہِدُوا أَنَّهُ شَہِدَ عِنْدَ قَاضِي مِصْرَ كَذَا شَاهِدَانِ بِرُؤْيَةِ الْهِلَالِ فِي لَيْلَةِ كَذَا وَقَضَى الْقَاضِي بِهِ وَوَجَدَ اسْتِجْمَاعَ شَرَائِطِ الدَّعْوَى قَضَى أَيْ جَازَ لِهَذَا الْقَاضِي أَنْ يَحْكُمَ بِشَهَادَتِهِمَا لِأَنَّ قَضَاءَ الْقَاضِي حُجَّةٌ وَقَدْ شَهِدُوا بِهِ لَا لَوْ شَهِدُوا بِرُؤْيَةِ غَيْرِهِمْ لِأَنَّهُ حِكَايَةٌ ۔[17]

اگر دو گواہوں نے گواہی اس بات پر دی کہ مصر کے قاضی کے سامنے فلاں شاہد نے فلاں تاریخ کی رؤیت کی گواہی دی ہے اور وہاں کے قاضی نے اس پر حکم لگایا ہے اور اس میں دعویٰ کی سب شرائط پائی گئیں، تو قاضی کے لیے جائز ہے کہ وہ ان کی گواہی پر حکم لگادے، کیونکہ وہاں کے قاضی کی قضاء حجت ہے اور یہاں کے گواہوں نے اس کی شہادت دی۔ اگر غیر کی رؤیت پر شہادت دیں تو قاضی حکم نہ لگائے کیونکہ یہ حکایت ہے۔

خبر مستفیض

علامہ رحمتی بیان کرتے ہیں:

مَعْنَى الاسْتِفَاضَةِ أَنْ تَأْتِيَ مِنْ تِلْكَ الْبَلْدَةِ جَمَاعَاتٌ مُتَعَدِّدُونَ كُلٌّ مِنْهُمْ يُخْبِرُ عَنْ أَهْلِ تِلْكَ الْبَلْدَةِ أَنَّهُمْ صَامُوا عَنْ رُؤْيَةٍ لَا مُجَرَّدِ الشُّيُوعِ مِنْ غَيْرِ عِلْمٍ بِمَنْ أَشَاعَهُ۔[18]

استفاضہ کا مطلب یہ ہے کہ ایک شہر سے دوسرے شہر متعدد جماعتیں آئیں اور ان میں سے ہر ایک جماعت یہ خبر دے کہ اُس شہر (جہاں سے آئے ہیں) کے مسلمانوں نے چاند دیکھ کر روزہ رکھا ہے نہ کہ محض خبر پھیل جانے پر کہ یہ بھی معلوم نہ ہو کہ کس نے یہ بات کہی۔

خبر مستفیض میں خبر دینے والے ثبوت رؤیت کی نوعیت اور اس کی بنیاد کی بھی وضاحت کریں، تاکہ افواہ اور خبر مستفیض کے درمیان فرق کیا جاسکے۔ لوگوں کا محض یہ کہہ دینا کافی نہیں ہو گا کہ فلاں جگہ چاند ہو گیا یا فلاں جگہ روزہ رکھا گیا، ان شرائط کے ساتھ اگر خبر مستفیض پہنچے تو وہ موقع یقین ہے۔ نیز استفاضہ خبر کے لیے کوئی خاص تعداد مقرر نہیں ہے بلکہ خبروں کی اس طرح آمد ہو کہ اس سے خبر کی تحقیق ہو جائے اور کسی قسم کا تردد باقی نہ رہے۔ اس مسئلہ کو قاضی یا ہلال کمیٹی کی صوابدید پر چھوڑ دیا جائے، لیکن اتنا ضرور ہے کہ خبر بیان کرنے والے دو سے زائد ہی ہوں، اس سے کم نہ ہوں، ورنہ خبر کسی اعتبار سے بھی مستفیض نہ ہو گی۔ بعض فقہاء نے اس کو خبر تواتر بھی کہا ہے۔ جیسا کہ "البحر الرائق" کے حاشیے میں بھی بیان کیا گیا ہے:

أَنَّ الْمُرَادَ بِالِاسْتِفَاضَةِ تَوَاتُرُ الْخَبَرِ مِنَ الْوَارِدِينَ مِنْ بَلْدَةِ الثُّبُوتِ إِلَى الْبَلْدَةِ الَّتِي لَمْ يَثْبُتْ بِهَا [19]

خبر استفاضہ سے مراد ایسی تواتر خبر ہے جو ایسے شہر سے آنے والے جہاں رؤیت ہو چکی ہے دیں، ایسے شہر میں آکر جہاں ابھی رؤیت نہیں ہوئی۔

لیکن معلوم رہے کہ خبر مستفیض خود حجت اثبات رؤیت نہیں ہے بلکہ یہ تو رؤیت کی خبر پہنچنے کا ذریعہ ہے۔ اصل تو چاند دیکھنے والوں کی صحیح شہادت ہے۔ لہٰذا خبرِ مستفیض سے رؤیت ہلال کے اثبات کی صورت میں اس بات کا ضرور خیال رکھا جائے گا کہ جس شہر سے خبر آئی ہے، وہاں صحیح شرعی اصولوں کے تحت ثبوت رمضان یا شوال ہوتا ہے یا نہیں۔[20]

کتاب القاضی الی القاضی

اس سے مراد یہ ہے کہ ایک جگہ کے قاضی یا مفتی کے سامنے شرعی شہادت پیش ہوئی اور اس نے رؤیتِ ہلال کا فیصلہ کر دیا، اب وہ دوسرے مقام کے قاضی یا مفتی کے نام دو دین دار مسلمانوں کے سامنے خط لکھے کہ میرے سامنے شرعی شہادت پیش ہوئی ہے جس کی بنا پر میں نے رؤیت کا فیصلہ کیا، پھر اس پر دستخط کرے اور ان کو سنا کر بند کر کے مہر لگا کر ان کے حوالے کر دے، وہ دونوں

شخص وہ خط لے کر دوسرے مقام کے قاضی یا مفتی کے پاس جائیں اور گواہی دیں کہ فلاں قاضی یا مفتی نے ہمارے سامنے اس خط کو لکھا اور پڑھ کر سنایا ہے اور ہمارے حوالے کیا ہے۔ تو دوسری جگہ کا قاضی یا مفتی اس کو منظور کر کے اعلان کر سکتا ہے۔ یہ بھی ثبوتِ ہلال کے لیے حجت ہے۔[21] "علامہ ابو بکر علاء الدین الکاسائی" نے کتاب القاضی الی القاضی کی کچھ شرائط بیان کی ہیں:

لِقَبُولِ الْكِتَابِ مِنْ الْقَاضِي شَرَائِطَ، مِنْهَا : الْبَيِّنَةُ عَلَى أَنَّهُ كِتَابُهُ، فَتَشْهَدُ الشُّهُودُ عَلَى أَنَّ هَذَا كِتَابُ فُلَانٍ الْقَاضِي، وَيَذْكُرُوا اسْمَهُ وَنَسَبَهُ؛ وَمِنْهَا:أَنْ يَكُونَ الْكِتَابُ مَخْتُومًا، وَيَشْهَدُوا عَلَى أَنَّ هَذَا خَتْمُهُ ؛ لِصِيَانَتِهِ عَنْ الْخَلَلِ فِيهِ، وَمِنْهَا: أَنْ يَشْهَدُوا بِمَا فِي الْكِتَابِ، وَهَذَا قَوْلُ أَبِي حَنِيفَةَ وَمُحَمَّدٍ-رَحِمَهُمَا اللَّهُ-وَقَالَ أَبُو يُوسُفَ-رَحِمَهُ اللَّهُ-:إِذَا شَهِدُوا بِالْكِتَابِ وَالْخَاتِمِ تُقْبَلُ۔ [22]

قاضی کے خط کو قبول کرنے کی کچھ شرائط ہیں: پہلی شرط اس امر کی شہادت ہے کہ یہ خط قاضی ہی کا ہے؟ لہٰذا گواہ اس بات کی گواہی دیں کہ یہ خط فلاں قاضی کا ہے اور وہ اس کا نام و نسب بتائیں۔ دوسری شرط یہ ہے کہ وہ خط سر بہ مہر ہو اور گواہ اس امر کی شہادت دیں کہ قاضی نے اس پر مہر لگائی تھی، تا کہ اس میں کسی رد و بدل کا امکان نہ رہے۔ تیسری شرط یہ ہے کہ وہ خط کے مضمون کی شہادت دیں۔ یہ طرفین (امام ابو حنیفہؒ اور امام محمدؒ) کی رائے ہے۔ امام ابو یوسف کا قول ہے کہ اگر وہ صرف خط اور خط کی مہر کی شہادت دیں تو خط قابلِ قبول ہو گا۔ لیکن اگر اس طرح شہادت نہ دیں تو اس کی حیثیت محض ایک خط کی ہو گی اور وہ حجت نہ ہو گا۔

لَا يَقْبَلُهُ أَيْضًا إِلَّا بِشَهَادَةِ رَجُلَيْنِ أَوْ رَجُلٍ وَامْرَأَتَيْنِ لِأَنَّ الْكِتَابَ قَدْ يُزَوَّرُ إِذْ الْخَطُّ يُشْبِهُ الْخَطَّ، وَالْخَاتَمُ يُشْبِهُ الْخَاتَمَ فَلَا يَثْبُتُ إِلَّا بِحُجَّةٍ تَامَّةٍ[23]

وہ تحریر قبول نہ ہو گی مگر دو مردوں یا ایک مرد اور دو عورتوں کی شہادت سے، اس لیے کہ تحریر میں دھوکہ ہو جاتا ہے اور وہ خط دوسرے خط کے مشابہ ہو سکتا ہے۔ اسی طرح وہ مہر دوسری مہر کے مشابہ ہو سکتی ہے۔ لہٰذا مکمل حجت کے بغیر خط کا ثبوت نہ ہو گا۔

خبر اور شہادت کے درمیان بنیادی فرق یہ ہے کہ "روایت / خبر "حجة ملزمة (Proof Binding) نہیں ہے جبکہ "شہادت "حجۃ ملزمۃ ہے۔ اس لیے خبر کا عدالت میں قاضی کے سامنے بیان کرنا ضروری نہیں جبکہ شہادت کے لیے یہ ضروری ہے۔ خبر ہر اس شخص کی قبول کی جاتی ہے جو ظاہراً عادل ہو خواہ مستور الحال ہو، جبکہ شہادت اس وقت قبول کی جاتی ہے جب گواہ کا قابلِ اعتماد ہونا ثابت ہو جائے۔[24]

رویتِ ہلال کی حکمتیں

شریعتِ اسلامیہ کے امتیازی اوصاف میں سے ایک اس کی جامعیت ہے یعنی اس میں زندگی کے تمام معاملات میں ایسی رہنمائی فرمائی گئی جو دنیا کے تمام انسانوں کے لیے قابلِ عمل ہو۔ جس طرح ہر عبادت اور اس کے اوقات کے تعین کا طریقہ کار واضح کر دیا گیا ہے، اس طرح ان احکام کی حکمتوں کی بھی بڑی حد تک وضاحت کی گئی ہے۔ اسلامی شریعت کے تمام احکام خاص حکمتوں پر مبنی ہیں جن کا حصول ان احکام کے پورا کرنے سے مقصود ہوتا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی حکمت ہی ہے کہ اس نے اوقاتِ عبادات کے تعین کے لیے ان میں سے بعض کو سورج کی گردش سے منسوب کر دیا اور بعض کو رویتِ ہلال سے۔ ذیل میں رویتِ ہلال کی انہی حکمتوں کو منظر عام پر لایا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اس کائنات کو تخلیق کیا اور اس کی ہر چیز میں کوئی نہ کوئی حکمت پوشیدہ ہے۔ جب لوگوں نے یہ پوچھا تھا کہ اس چاند میں کیا حکمت ہے؟ کہ پہلے باریک ظاہر ہوتا ہے پھر بڑھ کر پر نور ہو کر گھٹتا جاتا ہے حتی کہ پھر ہلال ہو جاتا ہے تو یہ آیت نازل ہوئی: يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْأَهِلَّةِ قُلْ هِيَ مَوَاقِيتُ لِلنَّاسِ وَالْحَجِّ لوگ آپ سے نئے مہینوں کے چاند کے بارے میں پوچھتے ہیں، آپ انہیں بتا دیجیے کہ یہ لوگوں کے (مختلف معاملات کے) اور حج کے اوقات متعین کرنے کے لیے ہیں۔

اس آیت کی تفسیر میں "سید امیر علی" کہتے ہیں: يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْأَهِلَّةِ تم سے پوچھتے ہیں چاند کا نیا نکلنا یعنی کیوں اس طرح نکلتا ہے کہ پہلے باریک پھر روز بروز بڑھتا جاتا ہے اور پھر ویسا ہی گھٹ جاتا ہے حکمت کے ساتھ قُلْ هِيَ مَوَاقِيتُ لِلنَّاسِ وَالْحَجِّ تو کہہ یہ وقت ٹھہرے ہیں لوگوں کے واسطے اور حج کے لیے۔ یعنی اے محمد! آپ ان پوچھنے والوں سے کہہ دیجیے کہ یہ وقت پہچاننے کا آلہ ہے یعنی اس سے لوگ اپنی کھیتی کرنے اور تجارت کرنے کے وقت اور اپنی عورتوں کی عدت اور روزے وافطار کا حال معلوم کرتے ہیں پس اگر یہ ہلال ایک ہی حال پر رہتا تو ان اوقات کی شناخت نہ ہوتی۔ اہلۃ جمع ہلال کی ہے جو پہلی سے تیسری تاریخ تک کے چاند کا نام ہے۔ پھر بعد اس کے اس کو قمر کہتے ہیں مگر یہاں اس کو اول نام سے بیان فرمایا۔ یہ ماخوذ ہے استھل الصبی (چلایا لڑکا) یعنی جس وقت پیدا ہوا چونکہ چاند دیکھ کر بھی لوگ اکثر اپنی آواز بلند کرتے تھے لہٰذا اہلال نام ہوا۔[25]

سادہ اور فطری طریق

اسلام دین فطرت ہے اور یہ ایک ایسی بدیہی اور مدلل حقیقت ہے کہ اس میں اختلاف ممکن نہیں۔ دورِ قدیم سے لے کر دورِ جدید کے علماء، حکماء، فلاسفہ اس حقیقت کے سامنے عاجز ہیں۔ قمری تقویم کا سارا دارو مدار رؤیتِ ہلال پر ہے۔ لہٰذا یہ حساب ایک دیہاتی اور ان پڑھ بھی ایسے ہی کر سکتا ہے جیسے ایک پڑھا لکھا مہذب شہری۔ اس طریق حساب میں نہ کسی دوسرے سے کچھ پوچھنے کی ضرورت پیش آتی ہے اور نہ ہی رصد گاہوں میں تحقیقات کی۔ یہی وہ خوبی ہے جس کی بنا پر تمام مذاہبِ الٰہیہ میں اسی تقویم پر انحصار کیا گیا ہے۔[26] سید شبیر احمد کاکاخیل اس حوالے سے لکھتے ہیں:

> اسلام چونکہ دینِ فطرت ہے تو اس میں عبادات کو قمری حساب پر رکھا گیا ہے تاکہ عوام کے لیے بھی اس میں کوئی پریشانی نہ ہو۔ اس میں آسانی کے علاوہ یہ حکمت بھی نظر آتی ہے کہ قمری سال کے حساب سے روزہ اور حج ہر مہینے میں آسکتا ہے جبکہ شمسی سال میں موسموں کا فرق نہیں ہوتا تو کسی کے لیے روزے سخت ہوتے کسی کے لیے نرم، نیز ہر موسم کے آنے سے جو تربیت ہو سکتی ہے وہ نہ ہو سکتی۔[27]

شریعت اسلامیہ میں قمری مہینوں کا اعتبار ہے

اللہ رب العزت نے اسلامی عبادات کے تعین کے لیے قمری مہینوں کو منتخب فرمایا ہے اور اس میں کئی مصلحتیں اور حکمتیں پوشیدہ رکھیں ہیں۔ اس حوالے سے مفتی محمد عاشق الٰہی اپنی تفسیر "انوار البیان فی کشف اسرار القرآن" میں بیان کرتے ہیں:

> اسلامی شریعت میں قمری مہینوں کا اعتبار کیا گیا ہے۔ صاحب نصاب پر چاند کے اعتبار سے بارہ مہینے گزرنے پر زکوۃ کی ادائیگی فرض ہوتی ہے۔ اگر کوئی شخص سورج کے اعتبار سے سال گزر جانے پر زکوۃ ادا کرتا رہے گا تو چھتیس سال کے بعد ایک سال کی زکوۃ کی ادائیگی میں کمی رہ جائے گی۔ کیونکہ شمسی سال قمری سال سے دس گیارہ دن بڑا ہوتا ہے۔ اسی طرح اگر کسی عورت کا شوہر وفات پا جائے تو اس کی عدت چار ماہ دس دن ہوگی اور

جس عورت کو اب تک حیض نہیں آیا اس کو طلاق ہو جائے تو اس کی عدت تین مہینہ ہے۔ یہ مہینے قمری مہینوں کے اعتبار سے معتبر ہوں گے۔ رمضان کے روزے بھی چاند ہی کے حساب سے رکھے جاتے ہیں کیونکہ رمضان چاند کے بارہ مہینوں میں سے ایک مہینہ ہے۔ پھر عید بھی چاند دیکھ کر کی جاتی ہے۔ حج بھی ذوالحجہ کی نویں تاریخ کو ہوتا ہے۔ ان سب شرعی احکام میں چونکہ چاند ہی کا مہینہ معتبر ہے اور چاند ہی کے حساب سے مہینوں کی ابتداء اور انتہا ہوتی ہے۔ اس لیے چاند کے مہینوں کا محفوظ رکھنا اور ان کی ابتداء اور انتہاء جاننا فرض کفایہ ہے۔[28]

دینی امور کو قمری مہینوں سے متعلق کرنے میں آسانی ہے

چاند کے مہینوں سے دینی امور کو متعلق کرنے میں عوام اور خواص کے لیے اور پورے عالم کے انسانوں کے لیے آسانی بھی ہے۔ چاند شروع میں مغرب کی طرف چھوٹا سا نظر آتا ہے۔ اس سے معلوم ہو جاتا ہے کہ اب مہینہ شروع ہے پھر چند دن کے بعد پوری رات روشن رہتا ہے۔ اس سے معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ ایامِ بیض کا زمانہ ہے، پھر اخیر میں مشرق کی طرف چھوٹا ہو کر نظر آنے لگتا ہے اور ایک دو دن بالکل ہی نظر نہیں آتا، اس سے معلوم ہو جاتا ہے کہ مہینہ کا آخر ہو رہا ہے۔ اگر شمسی مہینوں سے عبادات کا تعلق ہوتا تو اسے صرف حساب دان ہی سمجھ سکتے تھے اور ہر شخص کے پاس کیلنڈر اور جنتری ہونا ضروری تھا اور یہ یاد رکھنا ضروری تھا کہ کون سا مہینہ کتنے دن کا ہوتا ہے۔ یہ سب باتیں عوام کے لیے سمجھنا اور یاد رکھنا مشکل تھا، پھر کیلنڈر وغیرہ اب ترقی یافتہ دنیا میں چھپنے لگے ہیں وہ بھی ہر بستی اور ہر گھر میں نہیں ہوتے اور احکام اسلام چودہ سو سال سے نافذ ہیں پھر کیلنڈر اور جنتریوں پر عبادات کیسے موقوف رکھی جا سکتی ہیں۔[29]

قمری حساب کے اہم مصالح

قمری حساب چونکہ چاند کی مختلف اشکال سے منسوب ہے اور اس میں نیا مہینہ اس وقت شروع ہوتا ہے جب چاند کی رؤیت ہوتی ہے۔ اس لیے اس میں رؤیتِ ہلال کو بہت اہمیت حاصل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے عائد کردہ فرائض کے لیے شمسی مہینوں کے بجائے قمری مہینوں کو جن اہم مصالح کی بنا پر اختیار کیا ہے ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اس کے بندے زمانے کی تمام گردشوں میں، ہر قسم کے حالات اور کیفیات میں اُس کے احکام کی اطاعت چاہتے ہیں۔ مثلاً رمضان ہے، تو وہ کبھی گرمی، کبھی برسات میں اور کبھی سردیوں میں آتا ہے اور اہل ایمان ان سب بدلتے ہوئے حالات و کیفیات میں بھی روزے رکھ کر اپنی فرماں برداری اور اطاعت کا ثبوت بھی دیتے ہیں اور بہتریں اخلاقی تربیت بھی پاتے ہیں۔ اسی طرح حج بھی قمری حساب سے مختلف موسموں میں آتا ہے اور ان سب طرح کے اچھے اور بُرے حالات میں خدا کی رضا کے لیے سفر کر کے بندے اپنے خدا کی آزمائش میں پورے بھی اُترتے ہیں اور بندگی میں پختگی بھی حاصل کرتے ہیں، لیکن اگر کوئی گروہ اپنے سفر یا اپنی تجارت یا اپنے میلوں ٹھیلوں کی سہولت کی خاطر حج کو کسی خوشگوار یا اپنے پسندیدہ موسم میں ہمیشہ کے لیے قائم کر دے، تو یہ ایسا ہی ہے جیسے مسلمان کوئی کانفرنس کر کے طے کر لیں کہ آئندہ سے رمضان کے مہینے یا حج کو دسمبر یا جنوری میں متعین کر دیا جائے گا، جو کہ کسی طور درست نہیں ہو سکتا۔ اس کے صاف معنی یہ ہوں گے کہ بندوں نے اپنے خدا سے بغاوت کی، اس کی نافرمانی کی اور خود مختار بن بیٹھے۔ اسی چیز کو کفر کہتے ہیں۔[30]

وقت کی قدرتی پیائش

چاند اللہ تعالیٰ کی طرف سے وقت کی پیائش کا قدرتی ذریعہ ہے، جس سے ہر کوئی استفادہ کر سکتا ہے۔ چاند اللہ تعالیٰ کی

طرف سے زمین کی پیشانی پر روزانہ کا ایک نمایاں کیلنڈر ہے جس کے ذریعے مہینے کی ہر تاریخ کا بخوبی علم ہو جاتا ہے۔ چاند کی اٹھائیس منزلیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہر ہر تاریخ کا کھلا اعلان ہیں۔ پہلے چودہ روز میں چاند کا تدریجاً مکمل ہونا اور اگلے چودہ روز میں تدریجاً چاند کا گھٹنا ایک ایک تاریخ کی نشاندہی کرتا ہے۔ ہر شام چاند کا نئے مقام پر طلوع ہونا بھی اس کی تاریخ معلوم کرنے میں مددگار ٹھہرتا ہے۔ یہ وہ نظام ہے جس میں کوئی انسان تبدیلی نہیں کر سکتا اور جو کسی نگہداشت کا محتاج نہیں ہے۔[31]

مفتی محمد شفیع رحمہ اللہ اس حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ شرعی احکام میں چاند کے حساب کو اس لیے اختیار کیا گیا ہے کیونکہ اس سے ہر آنکھوں والا افق پر دیکھ کر معلوم کر سکتا ہے کہ مہینے کا آغاز ہوا ہے، مہینے کا وسط چل رہا ہے یا مہینہ ختم ہو گیا ہے۔ اسی طرح عالم، جاہل، دیہاتی، جزیروں، پہاڑوں کے رہنے والے جنگلی سب کو اس کا علم آسان ہے، جو عبادت اسلامی کا ذریعہ ہے اور ایک طرح کا اسلامی شعار، بخلاف شمسی حساب کے کہ وہ آلات رصدیہ اور قواعد ریاضیہ پر موقوف ہے جس کو ہر شخص آسانی سے معلوم نہیں کر سکتا، پھر اللہ تعالیٰ نے تو عبادات کے معاملے میں قمری حساب کو بطورِ فرض ہی متعین کر دیا ہے اور عام معاملات جیسے تجارت وغیرہ میں بھی اسی کو پسند کیا اگرچہ شمسی حساب کو بھی ناجائز قرار نہیں دیا، لیکن اس کے لیے شرط یہ رکھی ہے کہ اس کا رواج اتنا عام نہ ہو جائے کہ لوگ قمری حساب کو بالکل نظر انداز کر دیں۔[32]

دین کی عالمگیریت

ایک عالمگیر دین جو سب انسانوں کے لیے ہے، آخر کس شمسی مہینے کو روزے کے لیے مقرر کرے؟ جو مہینہ بھی مقرر کیا جائے گا وہ زمین کے تمام باشندوں کے لیے یکساں سہولت کا موسم نہیں ہو سکتا۔ کہیں وہ گرمی کا زمانہ ہو گا اور کہیں سردی کا۔ کہیں وہ بارشوں کا موسم ہو گا اور کہیں خشکی کا، کہیں فصلیں کاٹنے کا زمانہ ہو گا اور کہیں بونے کا۔[33]

چاند کی بدلتی شکلیں

سورج اپنے تشکل کے اعتبار سے ہمیشہ ایک ہی حالت پر رہتا ہے، گو مطالع اور مغارب اس کے بھی روزانہ بدلتے ہیں مگر اس کی شناخت ایک امر دقیق ہے۔ تقویم (کیلنڈر) کے علاوہ کسی صورت شمسی تاریخیں معلوم کرنا ممکن نہیں، اگر کوئی شخص شمسی تاریخ بھول جائے اور کسی ایسی جگہ ہو کہ جہاں کیلنڈر وغیرہ دستیاب نہ ہوں تو اس کے لیے شمسی تاریخ معلوم کر لینا آسان نہ ہو گا، بخلاف چاند کے کہ روزانہ اس کے تشکلات بدلتے رہتے ہیں۔ اس کے علاوہ ہر ماہ ایک ہی ضابطہ کے مطابق بدلتے ہیں اور اختلاف ایسے واضح ہوتا ہے کہ ہر خواندہ و ناخواندہ دیکھ کر معلوم کر سکتا ہے اسی وجہ سے شریعت نے اصالۃً احکام و عبادات کا دار و مدار قمری تاریخوں پر رکھا ہے، بعض احکام میں تو قمری حساب کو ہی لازم کر دیا کہ ان میں دوسرے حساب پر مدار جائز ہی نہیں جیسے حج، روزہ، عیدین، زکوۃ وعدت، طلاق وغیرہ۔[34]

قطبی علاقوں اور سمندروں میں رویتِ ہلال کی حکمت

چاند کا یہ نظام ان قطبی علاقوں میں بھی کارآمد ہے، جہاں سورج چھ چھ ماہ طلوع یا غروب ہی نہیں ہوتا، جیسے ناروے کیونکہ ان علاقوں میں سورج کے برعکس چاند باقاعدگی سے نظر آتا رہتا ہے۔ سمندروں کے مدوجزر بھی اس چاند کی تاریخوں سے منسلک ہیں جس سے انسانوں کے سفر اور تجارت کے اُمور کا گہرا تعلق ہے۔[35]

اس بات سے تو ہم سب بخوبی آگاہ ہیں کہ اللہ رب العزت کے ہر کام ہر حکم میں کوئی نہ کوئی حکمت و مصلحت پنہاں ہوتی

ہے۔ اسی طرح اسلامی عبادات کے لیے قمری مہینوں کو بنیاد بنانے میں بھی اللہ تعالیٰ کی کئی حکمتیں پوشیدہ ہیں جن سے کسی طور انکار ممکن نہیں۔ اس کی سب سے بڑی حکمت تو یہ ہی ہے کہ چاند کو اللہ تعالیٰ نے ایام کے لئے قدرتی پیائش کا ذریعہ بنادیا ہے اور کوئی پڑھا لکھا ہو یا ان پڑھ وہ بھی چاند دیکھ کر ایام کا تعین کر سکتا ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے بڑی آسانی رکھی ہے۔ چاہے کوئی انسان سمندر میں چلا جائے یا کسی قطبی علاقے میں، وہ بھی وقت کا تعین کر سکتا ہے۔ انہی حکمتوں کا اگر جائزہ لیا جائے تو یہ بات کھل کر سامنے آجاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کسی چیز یا حکم کو بے مقصد نہیں بنایا اور اگر اس کی وضاحت حدیث نبوی ﷺ سے بھی مل جائے تو اس کی اہمیت سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔ جب تک انسان احکام شریعت کی غرض وغایت اور حکمت وفلسفہ کو نہ سمجھے وہ نہ تو ان کی قدر وقیمت سے واقف ہو سکتا ہے اور نہ ان کا ٹھیک ٹھیک انطباق کر سکتا ہے۔ یہاں اس امر کی ضرورت ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی حکمتوں کو سمجھیں اور جن طریقوں کو مقرر کیا گیا ہے ان پر عمل کرنے کی کوشش کریں کیونکہ ان کا تعلق عبادات سے ہے نہ کہ کسی تہوار سے۔

مختلف ممالک میں طریقہ رویت

رویت ہلال کا معاملہ اپنے اندر بہت حساسیت لیے ہوئے ہے خصوصاً رمضان المبارک اور عید کے موقع پر مسلم معاشرے اور غیر مسلم ممالک میں رہائش پذیر مسلمانوں کے لیے یہ مسئلہ بہت اہمیت اختیار کر جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کچھ ممالک اس کے لیے سعودی عرب یا ترکی کی تقلید کرتے ہیں تو کچھ ممالک خود بصری رویت ہلال کا اہتمام کرتے ہیں اور کچھ ممالک سرکاری اعلان یا فلکی حساب کے مطابق رمضان وعید کا اہتمام کرتے ہیں۔

مختلف ممالک میں رویت ہلال کا طریقہ کار

مندرجہ ذیل سطور میں ان ممالک میں رویت ہلال کے طریقہ کار کا تفصیلاً ذکر کیا جائے گا: سعودی عرب، برطانیہ یوکے، ناروے، انڈیا، مورو کو۔

سعودی عرب میں رویت ہلال کا طریقہ کار

سعودی حکومت نے موسم فلکیات کے اندازوں کے مطابق چاند کی 29 یا 30 تاریخ طے کر کے عرصہ دراز سے ایک کیلنڈر تقویم اُمّ القریٰ کے نام سے اپنے ملک میں رائج کر رکھا ہے، لیکن یہ کیلنڈر صرف دفتری کاروائی تک محدود رہتا ہے کیونکہ چاند کے ہونے یا نہ ہونے کا حقیقی فیصلہ سپریم کورٹ کرتی ہے، جس کی روشنی میں روزے، عید الفطر، حج اور عید الاضحیٰ وغیرہ عبادتیں کی جاتی ہیں۔ اس تعلق سے سعودی عرب میں کل چھ کمیٹیاں ہیں، ہر کمیٹی میں امارت یعنی حکومت، مجلس قضاء اعلیٰ یعنی علماء کرام اور موسم فلکیات کے نمائندے ہر ماہ کی 29 تاریخ کو ملک کے مختلف حصوں میں چاند دیکھنے اور شہادت قبول کرنے کے لیے بیٹھتے ہیں۔ مہینہ کے آخر میں تمام اخباروں میں سپریم کورٹ کی جانب سے ایک اعلان بھی شائع ہوتا ہے، جس میں عوام سے 29 تاریخ کو چاند دیکھنے اور چاند نظر آنے پر اطلاع دینے کی درخواست بھی کی جاتی ہے۔ ان چھ کمیٹیوں کا رابطہ سینٹرل کمیٹی سے رہتا ہے جو عرب ممالک کی دیگر رویت ہلال کمیٹی سے رابطہ میں رہتی ہیں۔ چاند نظر آنے کی صورت میں شہادت کے قبول ہونے کے بعد سعودی عرب کی سپریم کورٹ چاند نظر آنے کا اعلان کرتی ہے۔ چونکہ سپریم کورٹ کا فیصلہ آخری فیصلہ ہوتا ہے۔ سعودی عرب میں برصغیر کی طرح لوگ چاند دیکھنے کے لیے مکان کی چھتوں پر نہیں چڑھتے ہیں بلکہ سپریم کورٹ کے فیصلہ کا انتظار کرتے ہیں، البتہ بعض لوگ چاند دیکھنے کا اہتمام بھی کرتے ہیں۔ جن علاقوں میں موسم فلکیات کی جانب سے چاند نظر آنے کا امکان قوی ہوتا ہے وہاں خصوصی ٹیم بھیج کر چاند

دیکھنے کی کوشش بھی کی جاتی ہے۔ سعودی عرب کا رقبہ ہندوستان جیسے بڑے ملک کے برابر ہے اور عموماً موسم صاف رہتا ہے، اس لیے چاند نظر آنے کی توقعات زیادہ ہوتی ہیں، نیز ایک جگہ بھی چاند کی شہادت ملنے پر پورے ملک کے لیے اعلان کر دیا جاتا ہے۔ دیگر عرب ممالک میں بھی رویت ہلال کمیٹیاں ہیں، جن کا چاند کی 29 تاریخ کو اجلاس ہوتا ہے اور وہ اپنا فیصلہ بھی کرتی ہیں۔ عمومی طور پر سعودی عرب کے فیصلہ کو تسلیم کیا جاتا ہے۔ البتہ کبھی کبھی بعض عرب ممالک کی رؤیتِ ہلال کمیٹی سعودی عرب کے فیصلہ سے اختلاف بھی کرتی ہیں۔ اسی طرح وہ ممالک جہاں مسلمانوں کی تعداد بہت کم ہے یا ان کے پاس ایسی کمیٹیاں نہیں ہیں جن کے اعلان کے مطابق روزہ رکھا جائے اس لیے وہاں بھی سعودی عرب کے فیصلہ کو تسلیم کیا جاتا ہے۔[36]

برطانیہ میں رؤیت ہلال کا طریقہ کار

برطانیہ میں بلکہ خصوصاً اس کے شہر لندن میں بعض دفعہ دو مختلف دن عیدیں منائی جاتی رہی ہیں، پہلے دن وہ لوگ عید مناتے ہیں جو بلادِ عربیہ اور خاص طور پر سعودی عرب کی رؤیت پر اعتماد کرتے ہیں اور دوسرے دن وہ لوگ جو رؤیت علمی (یعنی فلکیاتی حساب کے مطابق) کے قائل ہیں۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ رؤیت بصری اور علم فلکیات میں مطابقت پیدا کی جائے، یعنی 29ویں شب کو چاند دیکھنے کی کوشش کی جائے لیکن ایسی رؤیت کو تسلیم نہ کیا جائے، اگر فلکیاتی اعتبار سے اس شب چاند سورج کے غروب ہونے سے پہلے ہی غروب ہو چکا ہے، یعنی مطلع پر سرے سے موجود ہی نہ ہو یا وہ قرن شمس وقمر کے بعد اپنی عمر کے چند گھنٹے گزار چکا ہو جس میں ننگی آنکھ سے اس کا دیکھنا ممکن ہو، عام طور پر کہا جاتا ہے کہ جب تک نئے چاند کی عمر سولہ سترہ گھنٹے نہ ہو جائے وہ دیکھے جانے کے قابل نہیں ہوتا لیکن تجربے سے یہ بات ریکارڈ کی گئی ہے کہ آٹھ گھنٹے کا چاند بھی نظر آیا ہے، اس لیے یا تو نئے چاند کے لیے کم از کم آٹھ گھنٹے کی مدت مقرر کر لی جائے یا پھر اس شرط کو سرے سے خارج کر دیا جائے اور صرف یہ کہا جائے کہ انتیسویں شب کو فلکیاتی اعتبار سے چاند اگر مطلع پر موجود ہو اور کہیں بھی رؤیت کی مصدقہ اطلاع آجائے تو اس پر اعتبار کر لیا جائے۔[37]

برطانیہ وغیرہ غیر معتدل ممالک کے مسئلہ کا حل

برطانیہ اور اس جیسے غیر معتدل ممالک جہاں رؤیت ہلال عام طور پر ممکن نہیں ہوتی، ایسے ممالک کے مسئلے کے حل کے لیے مفتی محمد صباح الدین قاسمی نے ایک تجویز پیش کی ہے، جو کہ ذیل میں بیان کی جائے گی:

برطانیہ اور اس جیسے دوسرے ممالک کے لیے مہینے کی تعیین کی سادہ اور حساب کتاب سے پاک صورت یہ ہے کہ وہاں ایک ایسا اصول اپنایا جائے جو بیک وقت تین حسب ذیل قاعدوں پر مشتمل اور ان کا امتزاج ہو:

1. لیلۃ البدر کا قاعدہ: یعنی چودھویں شب کے بعد پندرہ دن گزار کر 30 باور کیا جائے۔
2. اقرب البلاد کا قاعدہ: یعنی لیلۃ البدر کے حساب سے 29 تاریخ کو رؤیت کے معاملہ میں ان ممالک کی متابعت کریں جو مشرق میں واقع ہوں۔
3. اعدل الشھور کا قاعدہ: یعنی اقرب البلاد کی تعیین سال کے ان مہینوں کی بنیاد پر کریں جن میں برطانیہ کی معتدل رؤیت اور ان کے اقرب البلاد کی محقق رؤیت ایک دوسرے کے مطابق ہو جاتی ہے۔[38]

فتاویٰ دینیہ میں بھی اس حوالے سے فتویٰ بیان کیا گیا ہے کہ:

برطانیہ میں مطلع کبھی صاف نہیں رہتا ہمیشہ ابر آلود رہتا ہے جس کی وجہ سے چاند دیکھنا بہت مشکل ہوتا ہے۔ اس لیے اگر چاند دیکھنا مشکل ہو تو پڑوسی ملک میں جہاں کا مطلع صاف ہو، وہاں چاند دیکھنے کا انتظام کر کے شرعی طریقے کے مطابق شہادت منگوا کر

چاند کا فیصلہ کر سکتے ہیں۔ اگر اس میں بھی سخت دشواری ہو تو نقشہ دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ تمام ممالک میں سے اقرب الملک مراکش ہے اور وہاں اسلامی حکومت بھی ہے۔ اس لیے ان سے رابطہ کر کے حکم موصول کر کے عمل کرنا مناسب ہے۔ لیکن جہاں کے طلوع وغروب میں نمایاں فرق ہو کہ اس کی خبر قبول کرنے سے مہینہ 28 یا 31 کا ہو جائے تو ایسی جگہ کی خبر قبول نہیں کی جائے گی۔[39]

انڈیا میں رؤیتِ ہلال کا طریقہ کار

انڈیا میں قمری مہینے کی ابتداء کے لیے زیادہ تر علاقوں میں بصری رؤیتِ ہلال کے طریقے پر عمل کیا جاتا ہے۔ لیکن واضح رہے کہ وہاں پر کوئی ایک کمیٹی نہیں ہے بلکہ کئی کمیٹیاں موجود ہیں جو کہ رؤیتِ ہلال کے لیے اجلاس منعقد کرتی ہیں اور اجلاس میں شہادتیں بھی موصول کی جاتی ہیں۔ جن کے مطابق فیصلہ کیا جاتا ہے۔ جیسا کہ مندرجہ ذیل خبر سے بھی واضح ہوتا ہے:

> امارت شرعیہ ہند، نئی دہلی، امارت شرعیہ بہار، اڈیسہ، جھارکھنڈ پھلواری شریف پٹنہ، مرکزی جمعیت اہلحدیث رؤیت ہلال کمیٹی، نئی دہلی، مرکزی رؤیت ہلال کمیٹی کے صدر اور شاہی امام مولانا سید احمد بخاری، مرکزی چاند کمیٹی کے صدر اور امام عید گاہ، لکھنؤ مولانا خالد رشید فرنگی محلی وغیرہ نے پریس ریلیز جاری کر کے اس بات کا اعلان کیا کہ مختلف شہروں اور علاقوں میں چاند دیکھنے کا اہتمام کیا گیا، لیکن چاند نظر نہیں آیا، اس لئے 6 مئی 2019 کو شعبان کی 30 تاریخ ہو گی اور 7 مئی سے رمضان کا آغاز ہو گا۔[40]

مختلف رؤیتِ ہلال کمیٹیوں کی وجہ سے انڈیا میں اکثر رؤیتِ ہلال کے معاملے میں اختلاف رہتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ملک میں کبھی دو عیدیں بھی دیکھنے کو ملتی ہیں۔ اس کے علاوہ ملک میں ایک اور کمیٹی "ہجری کمیٹی آف انڈیا" کے نام سے بھی ہے جو کہ بصری رؤیتِ ہلال کی قائل نہیں ہے۔ ان کے نزدیک فلکی حساب کے مطابق بھی نئے مہینے کا آغاز کرنا ممکن اور جائز ہے۔ انہوں نے اپنا قمری کیلنڈر بنا رکھا ہے جس کے مطابق فیصلہ کرتے ہیں۔ وہ اپنے درج ذیل نظریات کے مطابق مہینے کا آغاز و اختتام کرتے ہیں:

- The day of conjunction is the last day of the month.
- On the last day of the month waning moon cannot be seen.
- The Hilal gets established, though invisible, somewhere on earth on the conjunction day, and hence, starting the new month on the following day is correct.

- اجتماعِ شمس و قمر (Conjunction) مہینے کا آخری دن ہے۔
- مہینے کے آخری دن چاند کا غائب ہونا نہیں دیکھا جا سکتا۔
- ہلال اجتماعِ شمس و قمر (Conjunction) کے دن زمین میں کسی جگہ قائم ہو جاتا ہے، اگرچہ پوشیدہ ہو، اسی وجہ سے، اگلے دن سے نئے مہینے کا آغاز کرنا درست ہے۔

مراکش میں رؤیتِ ہلال کا طریقہ کار

مراکش (موروکو) میں بھی رؤیتِ ہلال کا طریقہ اختیار کیا جاتا ہے۔ وہ خود ہلال دیکھنے کا اہتمام کرتے ہیں۔ مراکش میں حقیقی رؤیت پر عمل کیا جاتا ہے، یہ نہ تو سعودی عرب کی پیروی کرتے ہیں اور نہ ہی کسی حساب کی۔ ان کے بجائے دیگر عرب ممالک نیومون پر عمل کرتے ہیں۔ اس حوالے سے "مولانا عمیر الدین قاسمی" بیان کرتے ہیں:

> مراکش کو چھوڑ کر عرب کے تقریباً سارے ملک وجودِ قمر پر یعنی نیومون کے فوراً بعد کیلنڈر بناتے ہیں جو چاند نظر آنے سے ایک دن مقدم ہوتا ہے۔ اس پر نہ چاند نظر آئے گا اور نہ آسکتا ہے۔[41]

وہ علاقے جہاں سورج چھ ماہ تک غروب نہیں ہوتا

دنیا میں کچھ ایسے ممالک ہیں جہاں چھ مہینے سورج رہتا ہے اور چھ مہینے اندھیرا۔ ان میں ناروے، فن لینڈ، کینیڈا، آئس لینڈ، سویڈن شامل ہیں۔ لیکن ان تمام ممالک میں نہیں بلکہ ان کے کچھ علاقوں میں یہ معاملہ درپیش ہوتا ہے۔ ایسے علاقے جہاں چھ چھ مہینے سورج غروب ہی نہیں ہوتا وہاں رؤیتِ ہلال ممکن نہیں اور ان علاقوں کے لوگ عام طور پر کسی قریبی اسلامی ملک یا مکہ مکرمہ کے مطابق روزہ رکھتے ہیں۔ ایسے ممالک کی بہترین مثال ناروے ہے جس کو مندرجہ ذیل میں ذکر کیا گیا ہے۔

ناروے میں رؤیتِ ہلال کا طریقہ کار

ناروے کے دارالحکومت "اوسلو" کی اسلامی کمیونٹی آف بوسنیا ہرزیگووینا کے امام "ڈاکٹر فاروق ترزک" ناروے کے مسلمانوں کے بارے میں کہتے ہیں کہ ناروے میں کچھ تارکین وطن اپنے آبائی ممالک کے اوقات کے مطابق سحر وافطار کرتے ہیں۔ جب ان سے پوچھا گیا کہ ناروے جیسے ملکوں کے بارے میں علماء رمضان کے اوقات کے موضوع پر کیا کہتے ہیں؟ تو انہوں نے کہا کہ اس سوال کا ایک مشہور جواب تو یہی ہے کہ اگر آپ کسی ایسی جگہ ہیں جہاں دن اور رات کے اوقات میں اتنا زیادہ فرق نہ ہو تو آپ کو اپنے قریب ترین مقام کے اوقات کی پیروی کرنی چاہیے جہاں رات دن کے اوقات نارمل ہوں۔ کچھ لوگ انفرادی طور پر اس تجویز پر عمل کرتے ہیں لیکن بطور ادارہ اسے ناروے میں نہ کسی مسجد نے قبول کیا ہے اور نہ ہی کسی تنظیم نے۔[42] شمالی ناروے کے شہر ٹرومسو (Tromso) میں عموماً لوگ کسی قریبی اسلامی ملک یا مکہ مکرمہ کے ساتھ روزہ رکھتے ہیں۔ "The Atlantic" میں بیان کیا گیا ہے:

> According to Hassan Ahmed, a Muslim resident who works at the Islamic Centre of Northern Norway," The sun doesn't set. For 24 hours it's in the middle of the sky. We have a fatwa that can correspond to the closest Islamic country, or we can fast with Mecca.[43]
>
> شمالی ناروے کے اسلامک سینٹر میں کام کرنے والے مسلمان، حسن احمد، اس حوالے سے کہتے ہیں کہ " یہاں سورج غروب نہیں ہوتا اور 24 گھنٹے آسمان پر موجود رہتا ہے۔ ہمارے پاس ایک فتویٰ ہے کہ ہم قریب ترین اسلامی ملک کے مطابق یا مکہ مکرمہ کے ساتھ روزہ رکھ سکتے ہیں۔

یعنی ایسے علاقے جہاں چھ ماہ دن اور چھ ماہ رات ہوتی ہے اور ایسے علاقے جہاں غروب آفتاب کے تھوڑی دیر بعد فجر ہو جاتی ہے یا طلوع ہو جاتی ہے تو ان کے لیے بہتر یہ ہے کہ ایسی صورت میں یہ اپنے ہمسایہ ملک یا علاقے کے اوقات کے مطابق اندازہ کر کے نماز پڑھیں اور روزے رکھیں۔

خلاصہ بحث

دنیا میں تقریباً 35 ممالک ایسے ہیں جو مہینہ کی ابتداء وانتہا کے لیے رؤیت ہلال کا اہتمام کرتے ہیں۔ اسی طرح تقریباً 44 ممالک ایسے ہیں جو اس مقصد کے لیے سعودی عرب کی تقلید کرتے ہیں، تقریباً 16 ممالک ترکی کے فیصلوں کے مطابق رمضان و عیدین کا اہتمام کرتے ہیں اور تقریباً 20 ممالک ایسے ہیں جن کا اپنا معیار ہے۔ ایسے ممالک حساب کے ذریعے یا سرکاری اعلان کے مطابق یا چاند کی عمر کے معیار کے مطابق رمضان وعید کا اہتمام کرتے ہیں۔ لیکن ایک بات قابل ذکر ہے کہ کچھ ممالک ایسے بھی ہیں جہاں کچھ مقامات پر رؤیت بصری کا اہتمام ہوتا ہے تو کہیں وہ لوگ سعودی عرب کے فیصلے کے مطابق رمضان وعیدین کرتے ہیں لیکن یہ خصوصاً ان ممالک میں ہوتا ہے جو غیر مسلم ہیں۔

جہاں تک بات سعودی عرب کی ہے تو وہاں ایک یا دو شہادتوں پر رویت کا اعلان کر دیا جاتا ہے اور یہ فیصلہ ان کی سپریم کورٹ کرتی ہے۔ لیکن سعودی عرب کو رویت کے فیصلوں پر اپنے ملک اور دیگر ممالک میں تنقید کا سامنا کرنا پڑتا ہے کیونکہ یہ خیال کیا جاتا ہے کہ سعودی کیلنڈر اُمّ القری رویت ہلال کے فیصلوں پر اثر انداز ہوتا ہے۔ یو۔کے میں چونکہ اکثر آسمان صاف نہیں رہتا اس لیے یا تو وہ لوگ سعودی عرب کے مطابق رمضان و عید کرتے ہیں یا اپنے اسلامی مراکز، وفاق العلماء وغیرہ کے فیصلے پر عمل کرتے ہیں۔ انڈیا میں رویت ہلال کے لیے کئی کمیٹیاں ہیں جو ہلال کی رویت یا شہادتوں کے مطابق فیصلہ کرتے ہیں۔ لیکن ان میں ایک کمیٹی ایسی بھی ہے جو فلکی حساب کا اعتبار کرتی ہے۔ مراکش میں بھی رویت ہلال کا اہتمام کیا جاتا ہے اور دیگر عرب ممالک کی بہ نسبت یہ ملک حقیقی رویت پر عمل کرتا ہے۔ کچھ علاقے ایسے بھی ہوتے ہیں جہاں چھ چھ ماہ تک سورج غروب نہیں ہوتا یعنی چھ ماہ دن رہتا ہے اور چھ ماہ رات جیسے کہ ناروے۔ ایسے علاقے عام طور پر مکہ یا اپنے قریبی ملک کی رویت کے مطابق روزے رکھتے اور عید مناتے ہیں۔

حوالہ جات و حواشی

1 الراغب الأصفہانی، امام، **المفردات في غريب القرآن**، (دمشق: دار القلم، 1412ھ)، 1/843۔

2 سعیدی، غلام رسول، علامہ، **تبیان الفرقان**، (لاہور: ضیاء القرآن پبلی کیشنز، مئی 2015ء)، ص456۔

3 دریابادی، عبد الماجد، مولانا، **تفسیر ماجدی**، (کراچی: مجلس نشریات قرآن، 1998ء)، ص356۔

4 احمد بن فارس، ابو الحسین، **معجم مقاييس اللغة**، (بیروت: دار الفکر، 1979ء)، مادہ: رأی، 2/472۔

5 بطرس البستانی، **محيط المحيط**، (بیروت: مکتبہ لبنان، 1977ء)، باب الراء، ص417۔

6 الجوهری، إسماعیل بن حماد، **الصحاح تاج اللغة وصحاح العربية**، (بیروت: دار العلم للملایین، 1987ء)، 6/2327۔

7 أبو البقاء، أيوب بن موسیٰ، **الكليات معجم في المصطلحات والفروق اللغوية**، (بیروت: مؤسسۃ الرسالۃ، س ن)، 1/474۔

8 **Urdu-English Dictionary**, Ferozsons (Pvt.) LTD., Lahore, P. 407.

9 اردو لغت بورڈ، **اُردو لغت**، (کراچی: ترقی اُردو بورڈ، جنوری 1990ء)، 10/934۔

10 جماعۃ، **الموسوعة الفقهية الكويتية**، (کویت: وزارۃ الأوقاف والشئون الإسلامیۃ، 1304ھ)، 2/23، 22۔

11 سورۃ البقرۃ 2:185۔

12 ابو داؤد سلیمان بن اشعث، **السنن**، (بیروت: دار المعرفۃ للنشر التوزیع، 1990ء)، كتاب الصوم، بَابُ الشَّهْرِ يَكُونُ تِسْعًا وعِشْرِينَ، رقم الحدیث: 2320۔

13 حافظ صالح الدین حقانی و حافظ نظام الدین، **ثبوت ہلال رمضان و عیدین کی تحقیق**، (مجلہ: جہات الاسلام، پنجاب یونیورسٹی لاہور، جنوری۔جون 2013ء، شمارہ 2)، ص59۔

14 ابن عابدین، محمد امین بن عمر، **رد المحتار على الدر المختار**، (بیروت: دار الفکر، 1992ء)، 2/393۔

15 حافظ صالح الدین حقانی و حافظ نظام الدین، **ثبوت ہلال رمضان و عیدین کی تحقیق**، ص59۔

16 ایضاً۔

17 ابن عابدین، **رد المحتار على الدر المختار**، 2/390۔

18 ایضاً۔

19 ابن نجیم، زین العابدین، **البحر الرائق شرح كنز الدقائق**، (کویت: دار الکتاب الإسلامی، س-ن)، 2/291۔

20 محمود، مفتی، مولانا، **فتاویٰ مفتی محمود**، (لاہور: اشتیاق اے مشتاق پریس، نومبر 2002ء)، 3/414۔

21 مفتی محمد صدر الحسن ندوی، **رویت ہلال فقہ اسلامی کی روشنی میں**، رویت ہلال سے متعلق پیدا ہونے والے مسائل اور حل، ص 210۔

22 الکاسانی، علاء الدین، بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع، (بیروت: دار الکتب العلمیۃ، 1986ء)، 2/2۔

23 محمد بن فرامرز، درر الحكام شرح غرر الأحكام، (بیروت: دار الکتب العلمیۃ، 1999ء)، 2/212۔

24 محمد مشتاق، **رویت ہلال کے فیصلے کے لیے حکم حاکم کی ضرورت**، (مجلہ: فکر و نظر، ادارہ تحقیقاتِ اسلامی، ستمبر 2009ء)، ص 47-53۔

25 امیر علی، سید، **مواہب الرحمن**، (لاہور: مکتبہ رشیدیہ لمیٹڈ، س ن)، 1/121۔

26 عبد الرحمان کیلانی، الشمس والقمر بحسبان، (لاہور: مکتبۃ السلام وسن پورہ، 2006ء)، ص 115۔

27 شبیر احمد صاحب کاکاخیل، **فہم الفلکیات**، (کراچی: مکتبہ دار العلوم، 1421ھ)، ص 47۔

28 عاشق الٰہی، مفتی، **انوار البیان فی کشف اسرار القرآن**، (لاہور: دار الناشر، اگست 2017ء)، 1/250۔

29 ایضاً۔

30 مودودی، سید ابو الاعلیٰ، **تفہیم القرآن**، (لاہور: ادارہ ترجمان القرآن، 1949ء)، 2/194، 193۔

31 حافظ حسن مدنی، **ہجری تقویم اور مسئلہ رویت ہلال**، (مجلہ: محدث، مجلس التحقیق الاسلامی، ستمبر 2007ء)، ص 7-6۔

32 مفتی محمد شفیع، **معارف القرآن**، (کراچی: مکتبہ معارف القرآن، 2008ء)، 1/468۔

33 مودودی، **تفہیم القرآن**، 2/194۔

34 بلند شہری، مولانا محمد جمال، **جمالین فی شرح جلالین**، (کراچی: زمزم پبلشرز، نومبر 2012ء)، ص 324۔

35 حافظ حسن مدنی، **ہجری تقویم اور مسئلہ رویت ہلال**، ص 7-6۔

36 https://www.najeebqasmi.com/articles/urdu-articles/148-ramazan-o-roza/2079-chand-ka-masla-kiya-hai, Retrived on 1-07-2023.

37 صہیب حسن، **فتاویٰ صراط مستقیم**، (لاہور: مکتبہ اسلامیہ، 2015ء)، ص 314۔

38 قاسمی، محمد صباح الدین، مفتی، **رویت ہلال، اختلاف مطالع اور فلکی حساب**، (مجلہ: تحقیقات اسلامی، ادارہ تحقیق و تصنیف اسلامی، علی گڑھ، اکتوبر-دسمبر 1999ء)، ص 55، 54۔

39 اسماعیل کچھولوی، مفتی، **فتاویٰ دینیہ**، (انڈیا: جامعہ حسینیہ راندیر، 2013ء)، 3/49۔

40 https://urdu.news18.com/news/nation/north-india-royat-ramazan-kareem-moon-not-sighted-in-india- fasting-month-begins-from-7th-may-2019-ns-270153.html , Retrived on 5-07-2020. Why are Islamic Dates in a Mess? ، Irshad Sait N. M., Hijri Committee of India, https://www.moonsighting.com/articles/why-islamic-dates-in-mess.html, Retrieved on 3-07-2020.

41 شمیر الدین قاسمی، مولانا، شرح الثميري على المختصر القدوري، (لندن: ختم نبوت اکیڈمی، 2011ء)، 1/351۔

42 https://www.bbc.com/urdu/world/2014/07/140721 Ramadan Norway qs, Retrived on 10-5-2020.

43 Marya Hannun, How to Fast for Ramadan in the Arctic, Where the Sun Doesn't Set, The Atlantic, July 16, 2013, https://www.theatlantic.com/international/archive/2013/07/how-to-fast-for-ramadan-in-the-arctic-where-the-sun-doesnt-set/277834/ , Rretrieved on 12-05-2020.